روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۲۲۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | جمعرات ۲۷ صفر ۱۴۱۳ھ، ۲۷ ظہور ۱۳۷۱ہش، ۲۷ اگست ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۹۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفسِ لوّامہ ہمیشہ بدی پہ گھبراتا اور شرماتا ہے

نفسِ لوامہ ہے جو بدی کرتا ہے پر بدی پر ہمیشہ گھبراتا ہے اور شرمندہ ہوتا ہے۔ اور توبہ کرتا رہتا ہے۔ ایسا شخص نفس کا غلام نہیں ہے اور اس حالت میں ہونا ایک حد تک ضروری بھی ہے۔ اس سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں بڑے بڑے ثواب ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود بخود نور اور سکینت نازل کرتا ہے۔ خدا کی رحمت کا وقت آتا ہے اور ایک ٹھنڈ پڑ جاتی ہے اور وہ بات ہوا ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صـ ۲۶۷)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جو شخص اس عالم کے ہمّ و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے کا اسے کوئی فکر بھی نہیں۔ اگر اسے یکدفعہ ہی پیغامِ موت آجاوے تو خیال کرو اس کا کیا حال ہوگا؟ موت تو ایک بازی گاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں تو قبل از وقت جاتا ہوں۔ ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے تیار نہ تھا۔ اگر تیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پہ یقین کرے۔ اس لئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اس وقت موت آجاوے تو کیا وہ تیار ہے یا نہیں؟"

(ملفوظات جلد چہارم صـ ۳۹۴)

"فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دکان کیا کرتے تھے ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دکان کھولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ فریدالدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی۔ فقیر نے ان کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دھندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی۔ فریدالدین نے اس کو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی۔ فقیر یہ سُن کر وہیں لیٹ گیا اور کلمہ پڑھا۔ اور اس کے ساتھ ہی جان نکل گئی۔ فریدالدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔ اسی وقت ساری دکان لٹا دی اور ساری عمر یادِ الٰہی میں گذار دی۔ یہ تیاری ہوتی ہے۔ تیاری میں رنج نہیں ہوتا۔ کشمکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صـ ۳۹۵)

ضروری نوٹ

جدید فارسی زبان میں ایران میں جو رسم الخط رائج ہے۔ اس میں یائے مجہول یا یائے معکوس (ے) کا استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ یائے معروف یا یائے تحتانی (ی) استعمال ہوتا ہے اور اسی کے مطابق پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً مے آید کو می آید لکھا جاتا ہے۔

"فارسی منظوم کلام" جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے اس میں احباب اس کے مطابق درستی کر لیں۔

(ادارہ)

نمایاں کامیابی

محترمہ سعدیہ شفقت صاحبہ بنت مکرم محمد شفیق قیصر صاحب نے الیف سی کالج لاہور میں ایم اے اردو کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہوئے اپنے کالج میں فرسٹ پوزیشن لی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

بڑے تو الفضل پڑھتے ہی ہیں۔ بچوں کو بھی الفضل پڑھائیں۔ بعض خاص مضامین ان سے سُنیں بھی۔ اور اگر وہ کوئی غلطی کریں تو درستی کیجیے۔ (ادارہ)

ہمیشہ خدا کو سب پر مقدّم رکھو

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل)

سارے محامد سے متصف۔ سارے صفاتِ کاملہ رکھنے والا اور سارے نقائص اور عیوب سے مبرا و منزّہ ذات کا نام اللہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ اور پھر وہ اکبر ہے۔ جامع جمیع صفاتِ کاملہ اور ہر قسم کے نقائص سے منزہ ہونے کے ساتھ وہ اکبر بھی ہے یعنی بہت بڑا۔

اس کے یہ معنی ہوئے کہ اب اپنے کاروبار یا دوستوں۔ غرض ہر ایک چھوڑ کر اللہ کی طرف آجاؤ۔ اور چونکہ وہ سب سے ہر رنگ میں بڑا ہے۔ اب اس کا حکم آتے پر دوسروں کے احکام کی پرواہ مت کرو۔ ایک طرف خدا کا بلاوا آجاوے اور دوسری طرف کوئی یار۔ دوست آشنا بلاویں یا کوئی دُنیا کا کام بلاوے تو اللہ کے مقابلہ میں ان کو ترک کر دو۔ کیونکہ اللہ (سب سے بڑا ہے)۔ اور سب سے بڑے کی بات کو مان لینا تمہاری فطرت میں رکھا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ماں باپ جن کی اطاعت اور فرمانبرداری کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ خدا کے مقابلہ میں اگر وہ کچھ کہیں تو ہرگز نہ مانو۔ فرمانبرداری کا پتہ مقابلے کے وقت لگتا ہے کہ آیا فرمانبردار اللہ کا ہے یا کہ مخلوق کا۔ ماں باپ کی فرمانبرداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے۔۔۔۔ اور ہر حالت میں ان کی فرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ مگر پھر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بھی فرمایا کہ۔۔۔۔ اگر خدا کے مقابلہ میں آجاویں تو خدا کو مقدم کرو۔ ان کی ہرگز نہ مانو۔

غرض نفس ہو یا دوست۔ رسم ہو یا رواج ہو۔ قوم ہو یا ملک ہو۔ ماں باپ ہوں یا حاکم ہوں جب وہ خدا کے مقابلہ میں آجاویں یعنی خدا ایک طرف بلاتا ہے اور یہ سب ایک طرف تو خدا کو مقدم رکھو۔"

(خطبہ فرمودہ ۶ر مارچ ۱۹۰۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷- ظہور ۱۳۷۱ہش ۲۷- اگست ۱۹۹۲ء

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اطاعتِ امام

ہمارے لئے دو باتیں لازمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور امام جماعت کی اطاعت۔ اور ہمیں ان دونوں باتوں پر ہمیشہ غور کرتے رہنے کی ضرورت ہے کہ یہ کس طرح حاصل کی جا سکتی ہیں اور ان پر کس طرح عمل پیرا ہوُا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے حصول کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کس طرح مقبول بنانا چاہیئے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کیلئے عبادت ایک اہم ذریعہ ہے لیکن خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق اَدا کرنا بھی اتنا ہی اہم ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ایک طرح سے یہ زیادہ اہم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کا درجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پس ہمیں عبادت کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ اور مخلوق خدا کی خدمت کی طرف بھی۔ مخلوق خدا میں سب لوگ شامل ہیں۔ ان کا مذہب کچھ بھی ہو۔ ان کی رنگت کچھ بھی ہو اور ان کی نسل بھی کچھ ہی ہو۔ ان تمام باتوں سے بالا تر ہو کے ہمیں سب کی خدمت کرنی چاہیئے اور سب کے حقوق اَدا کرنے چاہئیں۔ اب جبکہ ہماری جماعت کالوں اور گوروں سب میں پھیل چکی ہے۔ اور ہر رنگ و نسل کے لوگ جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ یہ بات ہمارے لئے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں کہ ہم نے ہر رنگ اور ہر نسل اور ہر مذہب کے لوگوں کی خدمت کرنی ہے۔ حضرت امام جماعت ایدہُ اللہ بنصرہِ العزیز نے فرمایا ہے کہ یہ نئی صدی۔ جو احمدیہ جماعت کی دوسری صدی ہے۔ اس میں ہم نے دنیا کی خدمت کرنی ہے۔ اپنے آپ کو خدمت کے قابل بنانا ہے۔ اور پھر بھرپور طریق پر اپنے آپ کو خدمت میں مصروف کر لینا ہے۔

دوسری بات جو ہمارے لئے نہائت اہم ہے اور جو ہماری ترقی کے دو بازوؤں میں سے ایک ہے۔ وہ ہے اطاعتِ امام۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ایک امام کے ساتھ چل رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم امام جماعت ایدہُ اللہ بنصرہِ العزیز کے قدم سے قدم ملائیں۔ انکی ہر آواز پر توجہ دیں اور ان کی ہر بات پر پوری طرح عمل کریں۔ اب جبکہ حضور انور کی آواز براہ راست سُنی جا سکتی ہے ہماری ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ صرف بات نہیں ہے بلکہ بات کرنے والے کا چہرہ ہم سے اپیل کرتا ہے کہ ادھر آؤ۔ میرے ساتھ چلو۔ جو مَیں کہتا ہوں وہ کرو۔

رُوس میں وقف عارضی کے سلسلہ میں حضور نے جو تلقین فرمائی ہے وہ اس وقت پیشِ نظر ہے۔ ہم میں سے جو بھی رُوس جا سکتا ہے جائے اور وقف عارضی کرے۔ یہ اطاعت امام کا تقاضا ہے۔

کردار کی جو بات ہے باتوں میں نہیں ہے
جو صُبح کی ضَو میں ہے وہ راتوں میں نہیں ہے
اللہ کی ہے دین جسے چاہے نوازے
جو بات ہے افراد میں ذاتوں میں نہیں ہے

ــــــ ابوالاقبال

سچّے لوگوں کی صحبت

صحبتِ صادقین میں رہیئے — یعنی حصنِ حصین میں رہیئے
سچ کی اتنی بلند ہے دیوار — امنِ عالم کا ہے یہی مینار
سچ کی ہر بات ہے اثر انداز — اس سے کھُلتے ہیں آسمانی راز
سچ ہی لیتا ہے بس جنم سچ سے — نیک باتوں کا ہے بھرم سچ سے
سچ میں ہے اتنی قوّت و تاثیر — اس سے بہتر نہیں کوئی تدبیر
آپ سچّوں کے دوست بن کے رہیں — مُنہ سے بے شک نہ کوئی بات کہیں
آپ ہی آپ سچ کرے گا اثر — آپ کو یہ بنائے گا بہتر
زندگی کو سنوارتا ہے سچ — خود نکھر کر نکھارتا ہے سچ
جھوٹ پھر پاس بھی نہیں آتا — سچ ہے، یہ راس بھی نہیں آتا
جھوٹ بولے کوئی تو کھَلتا ہے — جھُوٹ تو گندگی میں پَلتا ہے
جھُوٹ ہے آدمی کی جائے عار — ہائے وہ جس کو جھُوٹ سے ہے پیار
جو کوئی جھُوٹ بول سکتا ہے — کم سے کمتر بھی تول سکتا ہے
اس کی ہر بات ہے فریب کی بات — اس پہ ہیہات اور پھر ہیہات
جھُوٹ ہے ہر گناہ کی بنیاد — جھُوٹ کرتا ہے نیکیاں برباد
جھُوٹ ہی سے تو شرک پَلتا ہے — جھُوٹ چہرے بہت بدلتا ہے
جھُوٹ کا ایک رُوپ لات و منات — اس سے پوشیدہ ہے خدا کی ذات
شرفِ انسانیت پہ داغ ہے جھُوٹ — سمّ قاتل بھرا ایاغ ہے جھُوٹ
سچ کا سرچشمۂ حیات خُدا — ذکر و فکر و یقین اس کی غذا
ہے مقدّس فضا ہی راس اس کو — اور تقدیس کا ہے پاس اس کو

سچ کی دَولت خدا سے مانگ نسیمؔ
نیکیوں میں ہے سچ بہت ہی عظیم

نسیمؔ سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

ایک سرسری نظر سے جب ہم اس مضمون کا جائزہ لیتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے کہ غیب کا علم جاننا تو ایک بہت مشکل کام اور اعجوبہ کا کام ہے لیکن حاضر کے علم کے متعلق خدا تعالیٰ نے کیوں دعویٰ فرمایا کہ میں حاضر کا علم بھی جانتا ہوں جو سامنے ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور جو غیب ہے اس کو بھی جانتا ہوں۔ یہ سرسری نظر کے جائزے سے سوال پیدا ہوتا ہے اور انسان جو غلط فہمی میں مبتلا ہے وہ سمجھتا ہے کہ حاضر کے علم میں تو میں بھی خدا کا شریک ہوں اپنے دائرہ کار میں، ہاں غیب کے متعلق اسے فوقیت ہے۔ وہ میں نہیں جانتا۔ حالانکہ جب مزید غور کریں اس مضمون پر تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرسری نظر کا فیصلہ بالکل باطل اور جھوٹا اور بے حقیقت ہے۔ انسان نہ تو غیب کا علم جانتا ہے، نہ حاضر کا۔ اور غیب اور حاضر کے علم ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حاضر کا کامل علم ہو اور غیب کا علم نہ ہو۔ اور غیب سے لاعلمی کے اقرار کے بعد حاضر کے علم کا دعویٰ کیا جائے۔

حاضر اور غیب دو قسم کے ہیں

ویسے تو اندرونی تقسیمیں اس کی بہت ہیں لیکن زمان و مکان کے لحاظ سے ہم دو قسموں پر اسے منقسم کر سکتے ہیں۔ ماضی کے ساتھ حال کو ایک نسبت ہے اور مستقبل کے ساتھ بھی حال کو ایک نسبت ہے۔ اگر حال کو ہم شہادہ کہیں تو ماضی اور مستقبل دونوں غیب میں چلے جائیں گے۔ سبب اور نتیجے کا فلسفہ جو سمجھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اگر حال کے متعلق کسی ذات کو تفصیلی علم ہو اور اسباب کی کنہ سے واقف ہو تو سارا ماضی اس پر روشن ہو سکتا ہے اور حال کی شہادت جو ہے وہی ماضی کے اسرار سے پردہ اٹھانے کے لئے کافی ہوگی۔ اور اگر کسی کو حال کا مکمل علم ہو تو وہ مستقبل کے متعلق تمام امور کو واضح بصیرت کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔

آج کل کی دنیا میں جب خدا تعالیٰ کی ذات پر دوبارہ سائنسدانوں نے توجہ شروع کی تو ان میں سے ایک کمپیوٹر کا ماہر علم غیب کے موضوع پر قلم اٹھاتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس سے پہلے جو یہ تصورات تھے جہالت کے زمانے کے کہ غیب کا علم ہو ہی نہیں سکتا، اب اس کے برعکس صورت سامنے آئی ہے وہ کہتا ہے کہ اگر کمپیوٹر میں موجودات کا تمام علم تمام تفصیل کے ساتھ ڈال دیا جائے اور کمپیوٹر ایسا ہو جو ہر باریک سے باریک چیز کو بھی اپنے علم کے دائرے میں سمیٹ لے اور صحیح نتائج اخذ کرنے کا اہل ہو تو ہر فرد بشر کی موت کی یقینی اور تفصیلی پیشگوئی کی جا سکتی ہے۔ ہر پتے کے گرنے کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ کوئی ایک ذرہ بھی مستقبل کا نہیں ہے جو کامل علم والے کمپیوٹر کی نظر سے بچ سکے اور اوجھل رہ سکے۔

پس جہاں تک زمانی شاہد اور غیب کا تعلق ہے سو فیصدی قطعی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ حاضر کا علم ہی دراصل غیب کے علم پر منتج ہوتا ہے اور غیب کا علم حاضر کے علم پر منتج ہوتا ہے۔ پس اگر انسان کو حقیقتاً اپنی بے بضاعتی کا اقرار ہے، اپنی بے بسی کا اقرار ہے غیب کے بارے میں تو اسے لازماً یہ غور کرنا ہوگا کہ شہادہ کے بارے میں بھی میں بالکل لاعلم ہوں اور میرا علم بے حقیقت ہے۔ اس غور کے نتیجے میں ایک عظیم الشان عجز کا سبق انسان کو ملتا ہے جس سے بہت بڑے روحانی فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

مکانی اعتبار سے بھی یہی کیفیت ہے۔ اگر مکانی اعتبار سے یہ کیفیت نہ ہوتی یعنی ایک زمانے میں جو موجودات ہیں ان پر یہ بات اطلاق نہ پاتی تو زمانی اعتبار سے بھی یہ بات غلط ثابت ہوتی لیکن اس تفصیل میں میں جانا نہیں چاہتا۔

میں ایک مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہم دیکھ رہے ہیں اس میں سے کسی چیز کے متعلق ہم کامل اعتماد کے ساتھ کامل یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اسے صحیح دیکھا جیسا وہ اصلی حالت میں موجود تھی۔ اگر بینائی نہ تبدیل ہو تو مزاج کے بدلنے سے بھی چیزوں کی کنہ میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جو ہم اخذ کرتے ہیں اس کے تصور میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے موسم کے بدلنے سے تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ دن رات کے بدلنے سے، روشنی کے کم یا زیادہ ہونے سے تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور اس چیز کی اندرونی کیفیات بدلنے سے بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا اپنا درجۂ حرارت کیا ہے؟ وہ اس وقت کثافت کے کس معیار پر ہے؟

بہت سے ایسے امور ہیں جن کے اوپر اگر آپ غور کریں تو سارا نظام شہادت غیر یقینی ہو جائیگا چنانچہ ستاروں کو آپ دیکھیں کہ مختلف زمانوں میں، مختلف وقت میں انہی آنکھوں سے انسان نے ستاروں کا مشاہدہ کیا۔ اجرام فلکی کو دیکھا لیکن بالکل مختلف نتائج پیدا کئے۔ آج کے زمانے میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ظاہری آنکھ سے اسی چیز کو دیکھ رہے ہیں جس چیز کو آپ اور میں دیکھ رہے ہیں، لیکن نتیجہ مختلف اخذ کر رہے ہیں۔

ایک دفعہ، دیر کی بات ہے پندرہ بیس سال کی، چاندنی رات میں باہر گرمیوں میں ہم لیٹے ہوئے تھے، سونے کی تیاری کر رہے تھے تو بچوں نے ہماری جو مائی ہے اس سے باتیں شروع کر دیں۔ بچوں کو میں چاند سورج ستاروں وغیرہ کے متعلق چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی شکل میں سنو دے رہا تھا تو ان کو خیال آیا کہ ہمیں تو بڑا علم آ گیا ہے۔ پس مائی سے ایک بچے نے پوچھا کہ بتاؤ چاند کتنا بڑا ہوگا؟ اس نے کہا بہت بڑا ہے۔ کہا پھر بھی بتاؤ تو سہی۔ اس نے کہا فٹ بال سے تو بڑا ہے۔ بچے ہنس پڑے۔ تو اس پر مائی کو خیال آیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے تو کہنے لگی کہ "نہیں وہڑے جڈا تے ہوئے دا"۔ یعنی ہمارے گھر کا جو صحن ہے دو کنال میں کوٹھی بھی بنی ہوئی ہے اور چھوٹا سا ایک صحن ہے پچھلا، اتنا تو ہوگا۔ پھر بچوں کی ہنسی نکل گئی۔ تو کہتی "نہیں نہیں میں دسنی آں کلا۔ دو کلے ضرور ہوئے گا۔" یعنی ایک دو ایکڑ کے برابر۔ اس سے زیادہ وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھی۔

آپ نے بھی ایک آنکھ سے چاند کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں۔ آپ کا بھی ایک نتیجہ ہے اور سائنسدان جو خلائی امور سے واقف ہیں اور زیادہ گہری بصیرت سے دیکھتے ہیں انہوں نے بھی اجرام فلکی کو دیکھا ہے۔ جس طرح آپ مائی کے علم پر ہنستے وہ لوگ آپ کے علم پر ہنستے ہیں۔ اور (حاضر و غائب کے علم سے آگاہ خدا تعالیٰ) ان کے علم پر مسکراتا ہوگا کہ کیسے دعوے کرتے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے، حقیقت حال کا ان کو کچھ علم نہیں۔ غالب نے اپنے زمانے میں اس پر غور کیا تو ایک شعر میں اس صورت حال کو بیان کیا کہ ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

کھلا کھلا دھوکہ ہے۔ صاف نظر آ رہے ہیں۔ لیکن پھر ہیں کچھ اور وہ نہیں ہیں جو ہمیں نظر آتے ہیں۔

(الفضل ۲۸ جون ۱۹۸۲ء)

سچائی کا معیار

"اگر تم سچائی کا معیار بلند قائم کر لو تو اگر ایک شخص تم پر الزام لگانے والا ہو تو سو اسکی تردید کے لئے کھڑا ہو جائیگا اور کہیگا ہرگز نہیں۔ احمدی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔"

(خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

سب سے پہلا اجلاس

۱۰ اگست کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے گذشتہ روز قومی اسمبلی کے سپیکر نے اراکین اسمبلی کو بتایا کہ آج سے پنتالیس سال پہلے سندھ اسمبلی چیمبر کراچی میں ۱۰ اگست اتوار ۱۹۴۷ء کو کنسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا تھا۔ مسٹر لیاقت علی خان (مشرقی بنگال مسلم) نے تجویز پیش کی اور خواجہ ناظم الدین (مشرقی بنگال مسلم) نے اس کی تائید کی کہ مسٹر جوگندرا ناتھ منڈل کو کنسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کا عبوری صدر مقرر کر دیا جائے۔ اس تجویز کی منظوری کے بعد مسٹر منڈل اپنی کرسی پر تشریف لائے اور اپنا صدارتی خطاب پیش کیا۔ اس موقعہ پر قائد اعظم چیمبر میں کنسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کے ایک رکن کی حیثیت سے تشریف فرما تھے افتتاحی خطاب کے بعد ۵۲ اراکین نے ممبری کے رجسٹر پر دستخط کئے۔ سب سے پہلے مسٹر جوگندرا ناتھ منڈل نے دستخط کئے اور ان کے بعد قائد اعظم نے۔ سب سے پہلا کام جو اس اسمبلی میں نمٹایا گیا وہ اسمبلی کے اوقات کار کا تعین تھا۔ سب سے پہلی قرارداد اسمبلی میں مسٹر لیاقت علی خان نے پیش کی۔ قرارداد یہ تھی کہ موجودہ چیئرمین اس وقت تک اپنے احکام سے اس اسمبلی کو چلائیں گے جب تک یہ کنسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی باقاعدہ اپنے قواعد و ضوابط تیار نہیں کر لیتی۔ آنریبل لیاقت علی خان نے یہ قرارداد بھی پیش کی کہ موجودہ صدارت کا انتظام اس وقت تک قائم رہے جب تک کہ کنسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی اپنا کام مکمل نہیں کر لیتی۔ اور اس میں ہر قسم کی تبدیلی کا اختیار صدر کو ہوگا۔ اس کے بعد کنسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کے صدر کے انتخاب کے قواعد پیش کئے گئے جو سردار عبدالرب خان نشتر نے پیش کئے۔ آخری کارروائی اس دن کے اجلاس کی یہ تھی کہ چیئرمینوں کا ایک پینل مقرر کیا گیا۔ یہ قرارداد بھی مسٹر لیاقت علی خان نے پیش کی اور باقی قراردادوں کی طرح منظور کر لی گئی۔

قومی اسمبلی کے سپیکر نے یہ ساری باتیں اس لئے اراکین اسمبلی کے سامنے دہرائیں کہ دس اگست کی اہمیت ان کے سامنے اجاگر ہو اور یہ باتیں دس اگست ہی کو اراکین اسمبلی کے سامنے پیش کی گئیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اپنی تاریخ کو یاد رکھنے کا اور دوسروں کے سامنے پیش کرنے کا بہت اچھا طریق ہے ہم سپیکر اسمبلی کو اس کی داد دیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

محترم روشن دین صاحب تنویر کی شاعری

مکرم لطیف قریشی صاحب نے روشن دین صاحب تنویر کی نظموں کے مجموعہ زنجیرِ گل کے لئے درج ذیل تعارف لکھا جو ان کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

جناب روشن دین تنویر ۲۰ اپریل ۱۸۹۲ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ۱۹۱۷ء میں مرے کالج سیالکوٹ سے بی۔اے کیا۔ یہاں شمس العلماء علامہ سید میر حسن جیسے بے مثال استاد ملے۔ یہیں شعر کہنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ اپنے دوسرے اعزّہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک تجارت کے سلسلے میں رہے۔ لیکن ان کی طبع رسا اس طریقِ زندگی سے جلد اکتا گئی۔ ۱۹۲۱ء میں لاء کالج لاہور میں داخلہ لے لیا اور ۱۹۲۳ء میں ایل۔ایل بی کیا اور سیالکوٹ میں پریکٹس شروع کی۔ احمدیہ تحریک سے متاثر ہو کر ۱۹۴۰ء میں جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جماعت احمدیہ کے روزنامہ اخبار "الفضل" کے مدیر مقرر ہوئے پچیس سال تک اس فریضے پر مامور رہے۔

جناب تنویر کا کلام ۱۹۲۱ء اور ۱۹۴۵ء کے درمیان اس دور کے ادبی رسالوں 'نیرنگِ خیال'، ہمایوں، 'نگار' اور ادبی دنیا میں چھپتا رہا اور ابھی تک اس دور کے آسمانِ شعر کے بہت سے ستاروں کی نادر تخلیقات کی طرح ان رسالوں میں ہی بکھرا پڑا تھا۔ ۱۹۴۰ء کے بعد ان کے طرزِ کلام میں ایک واضح تبدیلی نظر آتی ہے جس پر کسی حد تک اس تعارف میں روشنی ڈالی جائے گی۔ ۱۹۴۰ء کے بعد اور خصوصاً ان کے روزنامہ الفضل کے مدیر ہونے کے بعد ان کا تمام تر کلام صرف "الفضل" کی زینت ہی بنتا رہا۔

جنابِ تنویر کی طبیعت میں شروع سے حقیقت کی تلاش کی خلش ملتی ہے اور یہی خلش ان کو کئی رنگ میں اپنے دور کا نمائندہ اور شارح بنا دیتی ہے وہ اپنی نظموں میں ایک مدت تک اس حقیقت کے لئے سرگرداں ملتے ہیں اور قریباً چیخ کر کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں ؎

بہت جان جینے سے جھنجھلا رہی ہے
خدا جانے جینے کا جنجال کیا ہے

اس دور میں انہوں نے "مقصدِ حیات کیا" نظم لکھی جس میں شاعر کے ساتھ ساری کائنات ایک ہی سوال دہراتی نظر آتی ہے کہ "مقصدِ حیات کیا؟"

اس حقیقت کی جستجو میں شاعر کو جب حقیقت کا ایک اہم جزو آزادی (اپنی زندگی (قومی اور شائد کسی حد تک اسی وجہ سے ذاتی) میں معدوم نظر آتا ہے تو کبھی تو وہ بالکل ہی مایوس ہو جاتا ہے اور "مطرب خوش نوا گاتا جا"، "زنجیرِ حیات" "کیا کروں" اور "زندگی" جیسی نظمیں لکھتا ہے اور کبھی فرار ڈھونڈھتا ہے اور پناہ کے لئے اپنے دور کے بعض دوسرے شاعروں کی طرح حسنِ فطرت کی پہنائیوں میں اتر جاتا ہے اور "ایک گیت"، "فروری کی ایک صبح"، "غروب" اور "شاعر کا گھر" جیسی نظمیں لکھتا ہے۔ جن میں حسنِ فطرت کی تصویر کشی اپنے کمال پہ نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ اپنی نظم "مچھیرا" میں وہ بیسویں صدی کی انگریزی رومانی شاعری کی روایت میں مچھیرے کو حسینۂ آب کی زبانی ندی کے حسن کا احساس دلا کر اسے ندی میں ملا دیتا ہے اور ندی کے حسن کا ایک حصہ بنا دیتا ہے۔

اس دور میں وہ ہمیں "ایک مکالمہ" میں انسان کے جنگی جنون کا مذاق اڑاتا ہوا نظر آتا ہے۔ کہ کیسے دوسرے کا آلۂ کار بن کر بغیر سمجھے بوجھے انسان قتل و غارت کرتا ہے اور اپنے اس مکروہ فعل کو بہادری، جرأت، وفاداری وغیرہ کے غیر حقیقی القاب دیتا ہے اور جس سے پھر زندگی کی وہ تمام تر مجبوریاں پیدا ہوتی ہیں جو انسان کی آزادی سلب کر کے اسے مجبور بنا دیتی ہیں۔ اس دور میں وہ "خانہ بدوش" میں اہلِ دنیا اور ترقی و تہذیب کے علم برداروں کے لئے لمحہ فکریہ مہیا کرتا ہے کہ تم اتنی ترقی کے دعوے کرتے ہو لیکن اس انسان (خانہ بدوش)، کو دیکھو جو آج تک "ناتراشیدگی" "اجڈپن" اور "چیتھڑوں" کے "قفس" سے چھٹکارا نہیں پا سکا۔ اس لئے وہ انسان کو توجہ دلاتا ہے کہ اس کی دنیا "شیطان کی بستی" بنتی چلی جاتی ہے۔ اور وقت ہے کہ وہ اسے "انسان کی بستی" بنائے اس کے لئے وہ آزادی کے گیت بھی گاتا ہے اور آزادی کی دیو مالائی علامت پرومی طیئس کا قصیدہ لکھ جاتا ہے اور "غلاموں کی بستی" کا نقشہ کھینچ کر اس کی دلدوز حالت پر آنسو بہاتا ہے۔

جناب تنویر کی شاید یہی تلاش حقیقت ان کو اس وقت کی تحریک احمدیت کی طرف لے گئی اور اس کے بعد کی شاعری میں وہ تلاشِ حقیقت کی کسک معدوم ہو گئی۔ اس وقت ان کے کلام میں ایک پختہ یقین، ایک واضح فلسفہ اور ہر چیز کی ایک واضح توضیح و توجیہہ ملتی ہے۔ اس مجموعہ میں اس دور کا صرف نمونہ کے طور پر کچھ کلام شامل کیا جا رہا ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل غزلیات۔

"جو ہو تاثیر تیری اللہ ہو میں"
"اک روح مری ایک پر پہنائے نظارہ"
"جو طور پر موسیٰؑ کو نظر آیا تھا جلوہ"

اس لئے اگرچہ اس دور کی شاعری میں ایمان و یقین کا حسن اور صوفیانہ نکتہ سنجی تو بہت ہے مگر نارسائی کی کسک، طلب کی بے تابی، اور حسنِ فطرت میں پناہ لیتے وقت حسنِ فطرت کی تصویر کشی نہیں ملتی۔

صوری لحاظ سے جنابِ تنویر کے کلام میں زیادہ کامیاب نظمیں ان کے بعض ہمعصر شعراء کی نظموں کی طرح چھوٹی اور مترنم بحروں میں ہیں مثلاً ایک مکالمہ "ایک گیت" "انتظار" "مقصدِ حیات کیا" "برسات کی رات"، "غروب" "شاعر کا گھر" "رہروانِ عشق" اور نغمات بہار"

لطیف قریشی

عبدالستار خان

ریلوے سٹیشن پر کیوسک

پاکستان یا ہندوستان میں جب ہم سفر کرتے ہیں تو راستہ میں کئی شہر آتے ہیں۔ مختلف شہروں کی اپنی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں۔ بعض شہر اپنی پیداوار کی خصوصیات میں منفرد ہوتے ہیں تو بعض دوسرے شہر اپنی مصنوعات کی وجہ سے نمایاں شہرت رکھتے ہیں اور عموماً بس اڈوں اور ریلوے سٹیشنوں پر ہر شہر کی مخصوص اشیاء بیچنے والے موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً وزیر آباد کی چھریاں چاقو۔ سیالکوٹ میں کھیلوں کا سامان وغیرہ مگر جاپان کے ریلوے سٹیشنوں پر ایک خاص انتظام کے تحت KIOSK ہوتے ہیں۔ KIOSK ایک قسم کا کھوکھا یا دوکان ہوتی ہے جس میں مسافروں کی سہولت کے لئے ضرورت کی ہر شئے مناسب اور جائز قیمتوں پر دستیاب ہو جاتی ہے۔

ان KIOSK کا آغاز ۱۹۳۵ء میں ہوا۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو خیال آیا کہ جو لوگ ریلوے کی سروس کے دوران فوت ہو جاتے ہیں ان کے لواحقین کی امداد کا کوئی انتظام ہونا چاہئے۔ چنانچہ ریلوے سٹیشنوں پر KIOSK بنائی جانے لگی۔ رفتہ رفتہ اس میں اسقدر ترقی ہوئی کہ ان دوکانوں کو سارے ملک کے ریلوے سٹیشنوں پر چلانے کے لئے باقاعدہ ایک کمپنی بنائی گئی جس کا نام KIOSK رکھا گیا۔ اگر ایک چھوٹے ریلوے سٹیشن پر ایک KIOSK ہے تو بڑے سٹیشن پر اسکی ضرورت کے مطابق یہ دوکانیں زیادہ تعداد میں بنائی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ جاپان کے ایک بڑے ریلوے سٹیشن پر انکی تعداد ۱۱۰ تک پہنچ گئی ہے۔ جاپانی لوگ انتہائی مصروف زندگی بسر کرنے کے عادی ہیں بعض لوگوں کو اپنے دفاتر یا کام تک پہنچنے کے لئے روزانہ کم و بیش دو دو گھنٹے صرف کرنے پڑتے ہیں۔ اپنی مصروفیت اور کام پر بروقت پہنچنے کی فرض شناسی کے باعث اکثر اوقات انہیں گھر سے ناشتہ کرنے یا کھانے کی کوئی چیز ساتھ لے جانے کے لئے وقت ہی نہیں ملتا۔ ایسی صورت میں جاپانی لوگ ریلوے سٹیشنوں پر موجود KIOSK کا رُخ کرتے ہیں جہاں بہت گہما گہمی اور رش ہوتا ہے بعض دفعہ ایک ایک KIOSK کو چلانے کے لئے تین تین آدمی موجود ہوتے ہیں اگر ایک آدمی اشیاء فروخت کر رہا ہے تو دوسرا شخص فروخت شدہ اشیاء کی خالی جگہ پر نئی اشیاء رکھنے میں مصروف ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کرنسی کے مختلف سکوں کو ترتیب سے رکھنے میں مصروف ہوتا ہے۔ تاکہ گاہکوں کو انکی خرید کردہ اشیاء کی بقیہ رقم بغیر کسی تاخیر اور سرعت سے واپس لوٹائی جا سکے۔ یہ ڈیوٹی دینے والے افراد نیلی وردی زیب تن کئے ہوتے ہیں جو انہیں نہایت بھلی معلوم ہوتی ہے۔

جاپان میں یہ عام رواج ہے کہ لوگ جب خریدو فروخت کرتے ہیں تو گاہک اور دوکاندار ایک دوسرے کا حال و احوال دریافت کرتے ہیں لیکن ان

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— لون۔ سپین

جان میجر / کشمیر

برطانیہ کے وزیراعظم جان میجر نے کہا ہے کہ کشمیر میں اس بات کی ضرورت ہے کہ سیاسی عمل کو دوبارہ جاری کیا جائے انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ پیشکش کی تھی کہ اگر ہندوستان اور پاکستان اس بات پر رضامند ہوں تو ہم ثالثی کے ذریعے اس مسئلے کا تصفیہ کروانے کے لئے تیار ہیں اور ہم نے پہلے بھی یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہاں سیاسی عمل کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب انہوں نے وزیراعظم پاکستان سے لندن میں گفتگو کی تھی تو انہیں بتایا گیا تھا کہ وزیراعظم پاکستان نے ریو ڈی جنیرو میں وزیراعظم ہندوستان سے گفت و شنید کے موقع پر کہا تھا کہ دونوں مل جل کر کشمیر کے تنازعے کا حل تلاش کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

مسٹر میجر نے اپنے ایک خط میں جو پارلیمانی حقوق انسانی گروپ کو لکھا گیا ہے یہ ساری باتیں تحریر کی ہیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہندوستان نے یہ بات تو نہیں مانی کہ برطانیہ ثالثی کا کردار ادا کرے لیکن اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ وہاں سیاسی عمل کی ضرورت ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کروائے جائیں گے ان انتخابات کے متعلق مسٹر میجر نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ سیاسی عمل کے لئے یہ مفید ثابت ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کے باشندوں کو یہ حق ملنا چاہئے کہ وہ کھل کر بتا سکیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں جیسا کہ قارئین جانتے ہیں کشمیر کے سامنے تین باتیں رکھی جا سکتی ہیں یا وہ ہندوستان سے ملنا چاہتے ہیں یا وہ پاکستان سے ملنا چاہتے ہیں یا وہ ایک آزاد ملک کی حیثیت سے رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس بات کا صحیح طور پر تعین اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ خود کسی طریقے سے اس بات کا اظہار کریں مسٹر میجر کے خیال میں اگر وہاں انتخابات کروائے جائیں تو اس سے بھی کشمیر کے باشندوں کی رائے معلوم کی جا سکتی ہے۔ پارلیمانی حقوق انسانی گروپ کے چیئرمین لارڈ ایرک ایوبری جنہوں نے کشمیر کے مسئلہ میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا ہے نے اس مسئلے کے سلسلہ میں جو مشکلات ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ برطانیہ کی کشمیر پالیسی بھی کچھ زیادہ تسلی بخش نہیں ہے۔ انہوں نے وزارت خارجہ برطانیہ کو ایک خط میں اپنے خیالات سے آگاہ کیا ہے۔ اس خط کی خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ان خلاف ورزیوں کو روکا جائے۔ انہوں نے ۱۹۸۷ء کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس انتخاب میں صرف ۳۰٪ اشخاص نے حصہ لیا تھا اب بھی کشمیریوں کی طرف سے جو آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ اس بات کی غماز ہیں کہ اب اگر انتخابات کروائے گئے تو کشمیری ان میں بالکل حصہ نہیں لیں گے۔ یہ بات ان کے ایک رہنما مسٹر عبدالغنی لون نے بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے بتائی انہوں نے بتایا کہ ہمارا ہندوستانی پارلیمنٹ سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ہم انتخابات میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

پاک / ہند جنگ؟ کوئی خطرہ نہیں

اسلام آباد میں گذشتہ جمعہ کے روز چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز نے کہا کہ ہندوستان کے ساتھ جنگ کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اگرچہ یہ بات بھی کہہ دینا ضروری ہے کہ جنگ کی صورت میں پاکستان اپنے دفاع کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ آپ اخبار نویسوں سے غیر رسمی بات کر رہے تھے اور موقعہ تھا یوم پاکستان کا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ لائن آف کنٹرول پر جو واقعہ ہوا ہے اس کے متعلق وہ کیا کہیں گے تو انہوں نے کہا کہ لائن آف کنٹرول پر ایسے واقعات کوئی نئی بات نہیں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی محدود قسم کی جھڑپیں ہوتی ہی رہتی ہیں اور ان سے کسی قسم کا خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ وار زون ہے اور وار زون میں ایسی باتیں اکثر پیش آیا ہی کرتی ہیں۔ جب ان سے سندھ کے واقعات کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ عمل سماج دشمن عناصر کے خلاف ہو رہا ہے اور یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آجاتے انہوں نے اس یقین کا بھی اظہار کیا کہ اس عمل سے خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے۔

یوگوسلاویہ کی ہٹ دھرمی

ملائشیا نے یوگوسلاویہ میں اپنا سفارت خانہ اس لئے بند کر دیا ہے کہ وہ بوسنیا پر تشدد ہوتا نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ ایسے ملک سے تعلقات رکھنا گوارا نہیں کرتا جو ایک مسلم ملک کی تباہی کے درپے ہو۔ اسی طرح او۔ آئی۔ سی اسلامک تنظیم کی کانفرنس سے کہا گیا ہے کہ اسے اس سلسلے میں کوئی تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ بوسنیا میں مسلمان مر رہے ہیں۔ اور اس بات کا خطرہ ہے کہ بوسنیا میں اسلام کو بہت پیچھے دھکیل دیا جائے۔ چنانچہ او آئی سی کو اس بات کی تلقین کی جا رہی ہے کہ وہ جلد از جلد متعلقہ پارٹیوں سے گفت و شنید کر کے بوسنیا کے لوگوں کا قتل عام سرایئے وو کا محاصرہ اور حراستی کیمپوں کے خاتمے کے لئے کوشش کریں۔ یوروپین کمیونٹی کوشش کر رہی ہے لیکن اب تک جو حالات سامنے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یوگوسلاویہ کسی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لارڈ کیرنگٹن نے بھی کئی میٹنگز بلائی ہیں لیکن سب کی سب بیکار ثابت ہوئیں۔ اگر کبھی جنگ بندی کا فیصلہ ہو بھی جاتا ہے تو ادھر جنگ بندی ہوتی ہے اور ادھر اس کی خلاف ورزی شروع ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں بوسنیا کے لوگوں کی زندگی نہایت مشکلات میں گھر گئی ہے۔ انہیں خورد و نوش کا سامان بھی نہیں پہنچایا جا سکتا اور وہ دیگر ضروریات زندگی سے بھی محروم ہیں اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں اگر کسی ملک کے پاس دوائیں کم ہوں تو وہاں ہلاکت کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ بوسنیا کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ او آئی سی کی طرف نگاہیں لگی ہوئی ہیں کہ وہ جلد از جلد کوئی ایسا اقدام کرے جس سے سرایئے وو کا محاصرہ بھی ختم ہو اور بوسنیا کے لوگوں پر جو جنگ کے ذریعے تشدد کیا جا رہا ہے اس سے انہیں مخلصی ملے۔

کویت اور عراق

عراق کے حزب اختلاف کا کہنا ہے کہ عراقی حکومت کویت کی سرحدوں پر اپنی فوجیں جمع کر رہی ہے۔ اسی طرح کویت نے بھی اقوام متحدہ سے شکایت کی ہے کہ گذشتہ چند روز سے عراق اس خیال کا بار بار اظہار کر رہا ہے کہ کویت عراق ہی کا ایک حصہ ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں عراقی اخبارات کے تراشے اور ریڈیو اور ٹیلیویژن کی نشریات کے اقتباسات بھی پیش کئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ پہلی دفعہ بھی جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تھا اور کویت کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا تو اس کا بیان یہی تھا کہ کویت کوئی غیر علاقہ نہیں ہے بلکہ عراق ہی کا علاقہ ہے جس کو کچھ عرصہ پہلے عراق سے جبراً الگ کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ اب عراق سمجھتا ہے کہ اسے اس کا یہ علاقہ واپس مل جانا چاہئے۔ اب ایک طرف کویتیوں نے کہنا شروع کر دیا ہے اور دوسری طرف عراق کے حزب اختلاف نے بھی اس بات کا پراپیگنڈہ شروع کر دیا ہے کہ عراق کی فوجیں کویت کی سرحدوں کے ساتھ جمع ہو رہی ہیں اور خطرہ یہ ہے کہ کسی وقت بھی عراق پھر کویت پر حملہ کر دے گا۔ جہاں تک حزب اختلاف کا تعلق ہے۔ وہ تو حکومت کے خلاف باتیں کیا ہی کرتے ہیں لیکن کویت جو خطرہ محسوس کر رہا ہے اس کی چھان بین ضرور ہونی چاہئے۔ اگر عراق نے پھر اچانک حملہ کر دیا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ پہلے حملے سے زیادہ سخت ہوگا۔ اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ اس دفعہ وہ کویت کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی بجائے اسے تباہ و برباد کر کے چھوڑے گا۔ تاکہ اگر کویت اسے مل نہیں سکتا تو کویت الگ بھی آزاد زندگی نہ گذار سکے۔ لیکن یہ سب امکانات ہیں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ عراق کا کیا ارادہ ہے آخر امریکہ اور کویت کی فوجیں اکٹھی مشقیں کر رہی ہیں اور وہ بھی سرحدوں پر اترنے کی مشقیں کرتی ہیں۔ ان مشقوں سے عراق کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے اور اگر عراق اپنی حفاظت کے لئے کوئی اقدام کرے تو اسے غلط نہیں کہا جا سکتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ امریکی کویتی مشقیں عراق کو نقصان نہ پہنچائیں اور عراق اپنی حفاظت تو کرے لیکن کویت میں دخل اندازی نہ کرے۔ ہوگا کیا یہ تو مستقبل ہی بتائے گا۔

ہم سب کو اپنے اپنے ملک کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زکیہ اختر

مکرم حافظ مبارک علی خان صاحب

مورخہ ۲۶، ۲۷ مارچ ۱۹۹۱ء کی درمیانی شب میرے شوہر محترم حافظ مبارک علی خان صاحب اپنی جائے ملازمت تربیلا ڈیم میں وفات پا گئے۔

کہتے ہیں رو لینے سے درد کی شدت میں کمی آجاتی ہے مگر اس قیامت خیز کرب کا اندازہ کوئی کیا کر سکتا ہے کہ جو کسی کو اپنی بپتا سنا نہیں سکتے، رونا چاہتے ہیں اور رو نہیں سکتے۔ حالات انہیں ایسے مقام پر لے آتے ہیں کہ وہ کرب اور اندوہ کے تمام جذبوں کو دل میں دبا لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

اے جانے والے تیرے بچھڑ جانے سے نئے اور پرانے زخم پھر سے ہرے ہو گئے ہیں۔ ابھی تو عزیزہ رضیہ کی یادیں بہنے والے آنسو نہ تھمے تھے۔ اباجان اور پیارے بھیا کی یادیں نشتر بن کر سینے میں پیوست تھیں۔ اے صبر کی تلقین کرنے والے آپ کا وجود تو غموں کے اس بوجھ میں کمی کا باعث تھا۔ اے صبر کی تلقین کرنے والے آ دیکھ کہ صبر کا دامن پھر سے تار تار ہے آپ کی چندا کا بیقراری سے ابو ابو پکارنا اور آنے والے کی یتیمی کا احساس کسی پل چین نہیں لینے دیتا۔

موت ایک اٹل حقیقت ہے مگر ان کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو پاٹنا سخت مشکل ہے۔ سب نے ایک دن وہیں جانا ہے لیکن یہ عارضی جدائی اور ملنے کا انتظار بیحد کرب انگیز ہے۔ وفات ایک عظیم صدمہ ہے اور اس طرح اچانک بچھڑنا ایسا سانحہ ہے کہ جوں جوں وقت گذرتا ہے۔ انسان زیادہ تڑپتا ہے۔

حافظ صاحب محترم گوناگوں صفات کے مالک ایک سادہ لوح انسان تھے۔ روزانہ رات کو سونے سے پہلے دعائیں اور ذکر الٰہی کرنا ان کا معمول تھا۔ سفر و حضر میں انہیں ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول دیکھا۔ امام وقت سے والہانہ محبت تھی۔ حضور کی خدمت میں کثرت سے خط لکھا کرتے تھے۔

بہت مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی خدمت میں کبھی کوئی کمی رہ جاتی تو انہیں اس پر بہت خفگی ہوتی۔ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ اپنے سے چھوٹے کی بھی عزت اور اپنے سے بڑا اور برتر سمجھنا ان کا شعار تھا۔ غریبوں اور ضرورتمندوں کی دل کھول کر مدد کرتے۔ اکثر غریب کام کرنے والوں کو زیادہ اجرت دے کر رخصت کرتے۔ ہر ایک پر اعتبار کر لیتے کسی کی تکلیف یا دکھ دیکھ کر تڑپ جاتے۔

اپنے لئے اولاد کی خاطر اپنے والدین، بیوی اور بہن کے لئے راتوں کو خدا کے حضور زاروقطار دعائیں کرتے۔ اب اس دعاگو وجود سے ہم یکسر محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کی تحریر میں بہت مٹھاس اور جاذبیت ربط اور روانی تھی۔ لکھائی بہت خوبصورت اور تحریر دلکش جو قاری کے دل میں اترتی چلی جاتی۔

چندہ کی ادائیگی کا ہمیشہ فکر رہتا۔ اکثر ذکر کرتے کہ کسی وجہ سے چندہ کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے تو جب تک ادا نہ کر دوں چین نہیں آتا۔ اپنے والد محترم احمد علی خان امجد صاحب کی وفات پر ان کی وصیت کی تمام رقم یکمشت ادا کرنا پڑی (غالباً پچیس ہزار روپے) بیحد پریشان رہے مگر کامل بھروسہ تھا کہ خدا تعالیٰ نیک سامان پیدا کرے گا۔ اس دوران دعاؤں پر زور دیا اور ضمانت دینے والے کے لئے بھی بہت دعائیں کیں۔ اس عرصہ میں چندہ کی معافی کی درخواست دی تھی مگر جیسے ہی حالات درست ہوئے۔ اس میعاد مہلت سے ایک سال قبل چندہ پورا دینا شروع کر دیا کہ میں غلط فائدہ کیوں اٹھاؤں جب کہ اب میں دے سکتا ہوں۔

خدا تعالیٰ ذات پر کامل یقین تھا۔ شادی کے بعد سات آٹھ سال بچے نہ ہوئے مگر اس دعاگو انسان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ میرے یہ کہنے پر کہ آپ اور شادی کر لیں مجھے سختی سے سرزنش کی کہ تمہیں خدا کی قدرت پر بھروسہ نہیں اور اس کے بعد میں نے انہیں دعاؤں میں اور زیادہ گریہ وزاری کرتے دیکھا۔ دعائیں مستجاب ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے بچی سے نوازا جسے بیحد پیار کرتے۔ اس قدر پیار کرتے کہ بسا اوقات مجھے ٹوکنا پڑتا۔ مگر وہ تو شاید ان مختصر لمحات میں اپنی بٹیا کو تمام پیار دینا چاہتے تھے۔ اس بچی کی عمر تین سال ہے۔ اس کی تڑپ ناقابل برداشت ہے ہر آہٹ پر اسے باپ کی آمد کا احساس ہوتا ہے اس کی اداس اور سوالیہ نگاہیں دل کے درد میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔

آپ ایک شفیق باپ، مخلص اور محبت کرنے والے شوہر اور والدین کے انتہائی فرمانبردار بیٹے تھے۔ گھریلو زندگی میں تمام رشتوں کو اپنے اپنے مقام پر رکھنے والے۔ آج کے دور میں بہت کم ہی ایسے ہوتے ہیں جو سب رشتوں کے حقوق میں توازن رکھ سکیں اس لحاظ سے وہ ایک قابل تقلید نمونہ تھے۔ ان کی وفات پر ایک عزیز نے لکھا۔ "ان جیسا شخص مدتوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ سادہ، نیک، وفادار، محنتی اور مخلص انسان تھے۔ اس افراتفری اور آپا دھاپی کے دور میں بالکل مختلف اور اپنی مثال آپ تھے۔"

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات میرے لئے قدرت کا ایک انمول عطیہ تھی۔ وہ ایک گوہر نایاب تھے جو ہم سے چھن گئے۔ اس درد کی چبھن وہی محسوس کر سکتے ہیں جو خود ایسے حالات سے گذر چکے ہیں۔ ازدواجی رفاقت کے اس مختصر دور کا ایک ایک لمحہ خوشیوں سے معمور تھا۔

مرزا محمد اقبال

ایک چھوٹی سی بات

آج سے اڑھائی تین ماہ قبل کی بات ہے کہ خاکسار نے "گھروں میں سبزیاں اگاؤ" مہم کے تحت اپنے گھر کے صحن میں دو تین چھوٹی چھوٹی کیاریاں تیار کر کے ان میں مرچ کی پنیری لگا دی۔ کھاد بھی خوب ڈالی ہوئی تھی اور پانی بھی باقاعدہ ضرورت سے کچھ زیادہ دیا جا رہا تھا لہٰذا پودے بڑے جلدی جلدی بڑھنے لگے۔ جو دیکھنے میں بڑے سرسبز اور خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ مگر یہ امر دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ پودوں کو پھل نہیں لگ رہا۔ اس ضمن میں چند احباب سے مشورہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ فکر نہ کریں۔ پودے پھل دینے لگ جائیں گے۔ چنانچہ پچھلے ماہ کے وسط سے ان پر پھول آنے لگے اور پھل بھی خوب لگنے لگا۔ ابھی یہ پھل پوری طرح پکا نہیں تھا دیکھا کہ بعض پودے مرجھانے لگے ہیں۔ پہلے پتے مرجھاتے پھر دو تین روز میں پودے بالکل سوکھ جاتے ہیں۔ ایسے پودے اکھاڑ کر پھینک دئیے جاتے رہے۔ اولاً تو یہی خیال کیا کہ شاید گرمی کی شدت کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ کچھ سمجھ نہ آنے پر ایک بھائی نے مشورہ دیا کہ یہ کھیرے کی بیماری ہے۔ بہتر یہ ہے کہ محکمہ زراعت کے دفتر یا بازار سے دوائی لا کر سپرے کر دو۔ اتنی ہمت تو نہ تھی کہ تھوڑے سے چند پودوں کے لئے دوائی خریدتا کیونکہ مارکیٹ میں یہ دوائی کھلی تو نہیں ملتی صرف سیل بند ڈبوں یا بوتلوں میں ملتی ہے۔ جو بہت مہنگی پڑتی ہے۔ لہٰذا گذشتہ روز مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی (ایگریکلچر) سے ملاقات کی تو انہوں نے مرچ اور کپاس کی حفاظت کے سلسلہ میں میری توجہ ان امور کی طرف مبذول کرائی یعنی میری رہنمائی فرمائی۔ میرے خیال میں یہ رہنمائی قارئین الفضل خصوصاً زمیندار اور گھروں میں سبزیاں اگانے والے احباب کے لئے بہت مفید اور کارآمد ہو گی۔

۱۔ مرچ کے پودے کو پانی زیادہ نہ دیا جائے کیونکہ زیادہ پانی اس کی جڑوں کو گلا دیتا ہے۔ یہ بات بھی ضمناً یاد آگئی کہ کپاس کی فصل کو بھی زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ملتان ڈویژن میں یہ فصل پاکستان کے دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ پیدا ہوتی ہے کیونکہ بارشیں کم ہوتی ہیں۔

۲۔ مرچ کے پودے کو پانی دیتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ پانی پودے کے تنے کو نہ چھوئے۔

۳۔ گوڈی پر کافی توجہ دی جائے۔ یہ ضرب المثل بڑی مشہور ہے کہ "جتنی گوڈی اتنی ڈوڈی" یعنی جس قدر زیادہ گوڈی کی جائے اسی قدر پودہ زیادہ پھل لاتا ہے۔ گوڈی کرتے میں یہ خیال رکھا جائے کہ پودے کے بالکل قریب نہ کی جائے کیونکہ مرچ کے پودے کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں بلکہ ارد گرد تھوڑے سے فاصلے پر کی جائے۔ گوڈی کرنے کے بعد تنے اور جڑوں کو خوب مٹی سے ڈھانپ دیا جائے تاکہ پودہ مٹی کے سہارے اپنے تنے اور جڑوں پر مضبوطی سے کھڑا رہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ایسی جگہ جہاں دیمک پائی جاتی ہو وہاں زیادہ گوڈی کی ضرورت ہوتی ہے ماہرین زراعت کہتے ہیں کہ گوڈی سے دیمک کو پودے کی جڑیں کھانے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ اس طرح وہ ان میں اپنا گھر نہیں بنا سکتی۔ ہے نا یہ بڑی مفید بات۔ بظاہر تو چھوٹی سی ہے مگر عملاً بڑے شاندار نتائج کی حامل ہے۔

"بیکاری ایک لعنت ہے اسے جس قدر جلد دور کر سکتے ہو دور کرو اور یاد رکھو جب تک بیکاری دور نہیں ہو گی جماعت میں صحیح اخلاق بھی پیدا نہیں ہو سکتے"
(خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

ولادت: مکرم قاری احمد علی صاحب صادق رانجھا کے بیٹے مکرم سمیع اللہ صاحب ساکن کورنگی کراچی کو اللہ تعالیٰ نے ۱۶ اگست کو بیٹے سے نوازا ہے۔
احباب نومولود کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا: مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب مقیم کراچی آج کل بعض خانگی مسائل سے دوچار ہیں۔

مکرم کوثر محمود صاحب بلوچ آف جہلم کی اہلیہ محترمہ نصرت جہاں محمود صاحبہ بیمار ہیں۔ ان کے لئے آپریشن تجویز کیا گیا ہے۔
احباب ان کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال: محترمہ مریم صادقہ میر صاحبہ زوجہ مکرم میر محمد اکبر صاحب سکنہ گوجرانوالہ ۱۲ اگست کی شام کو بعمر ۷۰ سال بعارضہ کینسر پونے چار سال بیمار رہنے کے بعد انتقال فرما گئیں۔ ۱۳ اگست کو مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر تابوت ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے نماز جنازہ پڑھائی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم سید احمد علی شاہ صاحب نے دعا کرائی آپ شہر اور ضلع گوجرانوالہ کی لجنہ کی لمبا عرصہ صدر رہی ہیں۔
احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

اعلان گمشدگی

گولبازار سے مین روڈ دارالصدر شمالی اور غربی پر آتے ہوئے ۲۰۔ اگست ۹۲ء کو موٹر سائیکل پر سے کچھ کپڑے رات ½۸ بجے کے قریب گر گئے ہیں۔ جن صاحب کو ملے ہوں براہ مہربانی اس درج ذیل ایڈریس پر پہنچا کر ممنون فرمادیں۔
راجہ ناصر احمد
۲۶/۶، دارالرحمت غربی ربوہ۔

پتہ درکار ہے

○ محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری عبدالعزیز صاحب وصیت نمبر ۲۲۲۱۵ سابقہ پتہ چک نمبر ۱۶۹ ضلع بہاولنگر۔

○ محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ زوجہ میجر سلیم الدین صاحب وصیت نمبر ۲۳۹۸۷ سابقہ ایڈریس مکان نمبر ۹ گلی نمبر ۴۲، ۶/۷ الف ایریا اسلام آباد تھا۔ کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔

○ محترمہ ثریا بیگم صاحبہ زوجہ احسان الرحمن صاحب نے ربوہ سے وصیت نمبر ۷۸۱۳ کرائی اسکے بعد کوئٹہ اور پھر اسلام آباد میں بھی رہی ہیں ان کے موجودہ ایڈریس کی ضرورت ہے۔

○ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ زوجہ ایم ایس خالد صاحب وصیت نمبر ۱۸۴۷۳ نے مغلپورہ لاہور سے وصیت کروائی۔ پھر اسلام آباد میں مقیم رہی ہیں۔ کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔

کسی دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو یا وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

KIOSK پر ایسا کرنا ممکن نہیں ہوتا ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنی مطلوبہ چیز جلد خرید کر اپنے کام کی طرف روانہ ہو جائے۔ KIOSK عموماً رات کو دس بجے بند کئے جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مکمل بند۔ بلکہ اگلی صبح کو کھولنے کی تیاری کر کے جاتے ہیں۔ جو اشیاء فروخت ہو گئیں ان کی جگہ سٹاک سے نئی اشیاء لاکر سجائی جاتی ہیں۔ اور ہر چیز کو ترتیب اور خوبصورتی سے رکھنے کے ساتھ صفائی کا بھی خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔ عموماً ان کے حساب کتاب کا رجسٹر کمپیوٹر کے حساب سے منسلک ہوتا ہے۔ لیکن جہاں فروخت زیادہ ہوتی ہے وہاں ایسا ممکن نہیں ہوتا اس لئے کہ چیز اٹھائی اور گاہک کو دے دی۔ اور یہ کام اتنی سرعت اور تیزی سے ہوتا ہے کہ رجسٹر کمپیوٹر کا ساتھ نہیں دے سکتا۔
کیا یہ ممکن نہیں کہ KIOSK کا انتظام پاکستان کے ریلوے سٹیشن پر بھی کیا جائے جہاں مسافروں کی سہولت کے لئے ہر قسم کی اشیاء جائز اور مناسب قیمتوں پر مہیا کی جائیں۔

"بیکاری ایک لعنت ہے اسے جس قدر جلد دور کر سکتے ہو دور کرو اور یاد رکھو جب تک بیکاری دور نہیں ہو گی جماعت میں صحیح اخلاق بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔"
(از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

از میاں محمد ابراہیم

لاہور میں یومِ آزادی

کل شام ۱۴ اگست ۹۲ء، یوم استقلال کے موقع پر مجھے لاہور میں جشن آزادی پر موجود ہونے کے طفیل زندہ دلان لاہور کا جوش و خروش دیکھنے پر بے حد خوشی ہوئی۔ میں رات کو گلبرگ ۳ سے پنجاب اسمبلی کی عمارت تک کار پر پہنچا۔ سارے راستہ میں موٹر سائیکلوں، سکوٹروں اور موٹر کاروں کے قافلے رواں دواں تھے۔ ہارن اور وسلوں کی آوازیں اپنے مخصوص انداز میں کانوں میں پڑ کر عجیب سماں پیدا کرتی تھیں۔ آٹو موبائلوں کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا۔ موٹر سائیکلوں پر سوار جیالوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا دو دو افراد برق رفتار سواریوں پر سوار اس جشن کی روح رواں تھے۔ لاہور کے یہ جیالے اس قدر جوش و خروش اور ایک لحاظ سے اپنے قومی اور مذہبی فریضہ کی سرانجام دہی میں منہمک تھے کہ ان کی سبک رفتاری اور انہماک کو دیکھ کر اس نظریہ کی تصدیق ہو جاتی تھی کہ واقعۃً اور حقیقت یہی ہے کہ پاکستان کا قیام اسی لئے منصہ شہود پر آیا کہ آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں حقیقتاً نوجوانوں کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل تھا۔ مجھے ان جیالوں کی نظریۂ پاکستان سے وابستگی دیکھ کر بار بار خیال آرہا تھا کہ جس قوم میں اس قدر تنومند اور یکجہتی کا مظاہرہ کرنے والے ہوں جن کے سامنے کسی فرقہ سے وابستگی کا اظہار نہیں۔ نہ ہی کسی سیاسی پارٹی سے ہم آہنگی ثابت کرنا ہے بلکہ محض اپنے قومی اور ملی فرض کی سرانجام دہی مقصود ہے جس کو بروئے کار لا کر ان کے آباؤ اجداد نے آزادئ وطن کی مہم میں شرکت کی تھی۔ فرقہ بندی سے مبرا۔ فرزندان توحید کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ بگل پر بگل بجاتے اس محبت اور عقیدت سے آگے بڑھ رہا تھا کہ گویا یہ میدان جنگ میں اپنے لیڈر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جہاد پر جا رہا ہے۔ نہ کسی سے تعارض نہ تکرار۔ اگر کوئی سواری زیادہ سبک رفتاری سے آگے جانا چاہتی ہے تو چلتی جائے۔ کار نے راستہ روک رکھا ہے اور موٹر سائیکل والے کے پاس ٹھہرنے کی گنجائش نہیں۔ تو یہ اپنی مہارت سے دونوں کے درمیان میں سے راستہ بنا لیتا ہے۔ کوئی سوار دوسرے کے راستہ میں حائل نہیں ہوتا۔ موٹروں کا یہ نظارہ نہایت ہی ایمان افروز تھا۔

مال روڈ (مین شاہراہ) پر ہجوم کی کثرت کا اندازہ کرتے ہوئے ہم نے نسبتاً کم معروف سڑک کا راستہ اختیار کیا۔ لیکن اسے استعمال کرنے والوں کا ہجوم بھی ہماری توقعات سے بہت ہی زیادہ تھا۔ سواریوں کا گننا انسان کے بس میں نہ تھا۔

راستہ میں کم و بیش تمام عمارتیں جن میں سرکاری اور غیر سرکاری۔ ہوٹل اور ریسٹوران شامل تھے۔ "بقعۂ نور" بنے نظر آتے تھے۔ پنجاب گورنمنٹ نے بیس ہزار روپیہ کا انعام اس ادارہ کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ جو مقررہ کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق بہترین سج دھج سے منور ہو گی۔ زائرین اس اعلان کے پیش نظر بھی پبلک عمارتوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ میں جب واپڈا ہاؤس کے سامنے پہنچا تو واپڈا والوں کی جدت پسندی سے متاثر ہوا کہ اپنی عمارت کو بجلی سے اس طرح آراستہ کر رکھا ہے کہ بجلی کی رَو اور روشنیاں سیال ہیں۔ اور جاذب نظر! اس کے جوار میں ہی پنجاب اسمبلی کی عمارت اپنے جلو میں مخصوص اور منفرد نظر آتی تھی۔ چنانچہ اسی عمارت کی روشنی کو اول انعام حاصل ہوا۔ روشنی کے ان میناروں کو دیکھ کر طبیعت انبساط اور مسرت محسوس کرتی تھی۔ اور سب سے زیادہ مجھے جس چیز نے خوش کیا وہ ہماری موجودہ نسل کی تنظیم کا اعلیٰ معیار تھا۔ جس وقار اور ڈسپلن کے جذبہ سے سرشار یہ نوجوان۔ لاہوری جیالے رواں دواں تھے اس پر انہیں خراج تحسین ادا نہ کرنا ایک صحیح الفطرت انسان کے لئے ممکن نہ تھا۔ میرا ارادہ پنجاب اسمبلی سے آگے جا کر ان سیاسی جماعتوں کے جلسوں کی ایک جھلک بھی دیکھنا تھا۔ جو وہ اپنے اپنے اعلان کے مطابق منعقد کر رہے تھے۔ لیکن ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ وہاں تک پہنچنے کا راستہ لینا بھی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ ربوہ: ۲۶؍ اگست۔ گرمی کی شدت کے ساتھ ساتھ ہوا چلنے کی وجہ سے موسم میں بہتری بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ نئی بھرتی پالیسی میں ارکان اسمبلی کا کوٹہ مقرر نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی خواہش پر شاہ بندر کیس کی سماعت سندھ میں کروائی جا سکتی ہے۔ ان ملزموں نے بھارت کی خفیہ ایجنسی اور پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت سے اپنے روابط کا اعتراف کر لیا ہے جس کی وڈیو فلم بھی موجود ہے انہوں نے کہا کہ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے کے بارے میں آئینی ترمیم کا حتمی ڈرافٹ تیار ہو جانے کے بعد قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

○ امریکہ کے صدر بش نے پاکستان کے صدر کے نام ایک خط میں کہا ہے کہ افغانستان میں آگ اور خون کا کھیل بند کروائیں۔ امریکی سفیر نے امریکی صدر کا یہ پیغام صدر پاکستان کو پہنچاتے ہوئے کابل میں خانہ جنگی اور اس کے بعد بڑے پیمانے پر غیر ملکی سفارت کاروں اور نئے افغان مہاجرین کی پاکستان میں آمد پر تشویش ظاہر کی ہے۔ صدر پاکستان نے کہا کہ اگرچہ پاکستان عدم مداخلت کی پالیسی پر کار بند ہے تاہم لڑائی بند کروانے کے لئے ضروری اقدامات کرے گا۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان نے امریکی اشارے پر افغانستان میں آگ لگائی ہے۔ سارا معاملہ حکومت نے بگاڑا ہے جو امریکی طفیلی کا کردار ادا کر رہی ہے اور جس نے اقوام متحدہ کے نمائندے بینن سیوان کے اشارے پر افغانستان کی سب سے بڑی پارٹی کو نظر انداز کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی تقسیم کا منصوبہ پاکستان کو بھی لے ڈوبے گا۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ ایک تقریب میں شرکت کرنے کے لئے جب کراچی میں سوک سنٹر پہنچے تو بالائی منزلوں پر کھڑے لوگوں نے جئے بھٹو کے نعرے لگائے۔

○ عراقی سالمیت کی حفاظت کے لئے اس کو ترکی اور شام سمیت خلیج کے متعدد ریاستوں کی حمایت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ اس کے جواب میں امریکہ فرانس اور برطانیہ نے عرب دنیا کے خدشات دور کرنے کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ ان ممالک نے کہا ہے کہ وہ ہر اس کارروائی کی مخالفت کریں گے جس کا مقصد عراق کی سالمیت کو خطرے میں ڈالنا ہو۔

○ عراق جنوبی علاقے میں پروازیں بند کرنے پر تیار ہو گیا ہے۔ اس تازہ پیشکش سے امریکہ، فرانس اور برطانیہ کو حفاظتی زون بنانے کے سلسلے میں خفت اٹھانا پڑے گی۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ چھوٹے چھوٹے سیاستدان ہمارا راستہ نہیں روک سکتے۔ "کہتے ہیں نواز شریف کی حکومت ختم کر دیں گے۔ کہاں رام رام کہاں ٹیں ٹیں"

○ اپوزیشن لیڈر مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ صدر نے اگر اب اسمبلی نہ توڑی تو ہنگاموں اور تباہی کے بعد تبدیلی آئے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی تبدیلی ناگزیر ہے۔ مگر کوئی بھی مارشل لاء نہیں چاہتا۔

○ منگل کے روز سینٹ میں حکومت کو ایک بار پھر شکست ہو گئی۔ ایک صحافی کی گرفتاری پر تحریک التوا باری سے پہلے پیش ہونے پر رائے شماری ہوئی تو حکومت کو دو ووٹوں سے شکست ہو گئی۔

○ قومی اسمبلی میں منگل کے روز اس وقت شدید ہنگامہ ہو گیا جب قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے نکتہ وضاحت پر وفاقی پارلیمانی سیکرٹری چوہدری امیر حسین کی جانب سے ریفرنسوں کے حوالے سے دیئے گئے پالیسی بیان کا جواب دیا۔ ان کے بیان کے دوران حکومتی جماعت کے متعدد اراکین کھڑے ہوئے اور بولنا شروع کر دیا۔ جس کے جواب میں پی ڈی اے کے اراکین نے بھی زور زور سے بولنا شروع کر دیا۔ اس پر ہنگامہ ہو گیا تو سپیکر نے اراکین کے مائیک بند کروا دیئے اور ہدایت کی کہ اراکین نے عدالتوں میں زیر بحث معاملات کے بارے میں جو باتیں کی ہیں وہ کارروائی سے حذف کر دی جائیں۔ محترمہ بے نظیر نے عدالتوں اور صدر کے داماد کے بارے میں جو کچھ کہا وہ بھی کارروائی سے حذف کر دیا گیا۔ اس پر محترمہ نے احتجاج کیا۔

○ لندن میں بوسنیا کے بارے میں امن مذاکرات سے پہلے لڑائی شدت اختیار کر گئی ہے۔

○ ستمبر سے بجلی کے نرخوں میں ۱۰ فیصد اضافے کی تجویز وفاقی کابینہ کو موصول ہو گئی ہے۔

○ بھارت کے مظالم کے خلاف مقبوضہ کشمیر میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ بھارتی فوجیوں کے ساتھ تصادم میں ۸ مسلمان شہید ہو گئے۔ یہ ہڑتال بھارتی فوج کی سری نگر میں مسجد کی بے حرمتی کے واقعہ کے خلاف کی گئی ہے۔

○ نوابزادہ نصر اللہ خان سے پیپلز پارٹی کے لیڈر ملک معراج خالد اور مولانا کوثر نیازی نے ملاقات کی۔ کوثر نیازی نے صدر کے بارے میں نرم لہجہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔

○ برازیل کی کانگرس کے ایک کمیٹی نے اپنے صدر کو بد عنوانی کا مجرم قرار دے دیا ہے۔

NASIR ناصر
تریاق معدہ
خرابی ہضم کا مؤثر علاج
کھانا ہضم کرتا، بھوک بڑھاتا، طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔
ہمیشہ ایک شیشی گھر میں رکھیے
پیٹ کے جملہ امراض کیلئے اکسیر ہے
قیمت -/۱۰، -/۲۰، -/۳۰
ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ

ضرورت خواتین اساتذہ
یونیق سکالرز اکیڈمی ربوہ میں پی۔ٹی۔سی، سی۔ٹی، بی۔ایس۔سی یا بی۔اے تعلیمی قابلیت کی حامل ایسی ذہین اور قابل خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے جو کہ پڑھانے کا شوق رکھتی ہوں۔
درخواستیں مکمل کوائف کے ہمراہ مورخہ ۳۱/۸/۹۲ تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی چاہئیں۔ انٹرویو ۱/۹/۹۲ صبح ۸ بجے ہوگا۔
پرنسپل — ربوہ
یونیق سکالرز اکیڈمی یونیورسٹی روڈ ۱۴/۱۲ دار العلوم غربی

خواتین متوجہ ہوں
سلائی کٹائی کی کلاسز میں داخلے شروع ہیں۔ مزید معلومات کیلئے
عطیہ اکیڈمی
۲۱/۱۱ دار الصدر جنوبی
نزد ریلوے سٹیشن ربوہ

پتہ

یورپ و دیگر ممالک کے ہوائی سفر کیلئے
ارزاں ٹکٹ و آرام دہ سفر کے لئے
اعلیٰ خدمات میں پیش پیش
اس کے علاوہ
تاشقند کی سیاحت و کاروباری سفر کے لئے
ٹور گائیڈ سروس
کی تمام تر سہولیات کے لئے
نیو عریبین ٹریولز بلیو ایریا اسلام آباد
فون نمبر ۸۱۰۸۹۲ شاہد رضوان خان
ربوہ میں رابطہ
خان بابا سپر سٹور۔ فون نمبر ۶۵۸

ڈش لگوانے والے احباب کیلئے خوشخبری
منظور شدہ مطلوبہ ڈش انٹینا سسٹم دستیاب ہیں۔ رابطہ و بکنگ کیلئے
ڈش انٹینا ماسٹر۔ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: ۸۳۱ ۶۶
۹۲۹۰ ۶۶
رہائش: ۴۸۷
ٹی وی پوائنٹ۔ فیصل آباد
فون: ۳۰۸۰۶
فیکس: ۰۴۱۱ - ۶۱۰۱۷۸
رہائش: ۳۵۴۱۱۵